محمد اسرار ابن مدنی
متعلم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مذہبی میڈیا ورکشاپ

چند تاثرات:

اکتوبر ۲۰۰۹ء کو تین روزہ "مذہبی میڈیا ورکشاپ" کے نام سے ایک تربیتی نشست منعقد ہوئی جس میں راقم نے ایڈیٹر اذان حق وترجمان مدیر ماہنامہ "الحق" کی حیثیت سے شرکت کی۔

ورکشاپ میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء' مدیران مذہبی رسائل وجرائد اور صحافی حضرات بھی شریک تھے' اس کا اہتمام دو بین الاقوامی اداروں کی تعاون سے کیا گیا۔ جس میں سے ایک کامن گراؤنڈ نیوز سروس (Common Ground News Service) ہے۔ یہ ایک بین الاقوامی غیر سرکاری ادارہ ہے جس کے ہیڈکوارٹرز واشنگٹن اور برسلز میں ہیں۔ مقامی' علاقائی اور بین الاقوامی میڈیا ماہرین کی سفارش پر ۲۰۰۰ء میں اسکا اجراء ہوا۔ یہ "انسانیت میں شریک کار" کے عنوان سے ایک نیوز سروس بھی جو کہ دنیا کی پانچ زبانوں (اردو' عربی' انگریزی' فرنچ' اور انڈونیشین) نشر کرتے ہیں۔

اس کا ادارتی بورڈ ایسے ایڈیٹرز پر مشتمل ہے جو عمان' بیروت' جینوا' جکارتہ' ٹورنٹو' واشنگٹن اور اسلام آباد میں مقیم ہیں۔ یہ ایڈیٹرز روزانہ علاقائی اور مقامی میڈیا کا جائزہ لیتے ہیں' اور ایسے مضامین کا انتخاب کرتے ہیں:

۱۔ جو تعمیری اور کسی حل میں مبنی تناظر میں پیش کریں۔ ۲۔ مکالمے اور تعاون کو فروغ دیں۔
۳۔ تعمیری انداز میں تنقید کو اجاگر کریں ۴۔ معلومات' واقعات' سروے اور تجزیات کو اس انداز میں پیش کریں۔ ۵۔ جس سے معتدل اور مثبت سوچ کی حوصلہ افزائی ہو وغیرہ

جبکہ دوسری تنظیم اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے "الائنس آف سیولائزیشن" (Allaince of Civilization) نے کیا تھا' اس کے قیام کی تجویز ۲۰۰۵ء میں اقوام متحدہ کی ۵۹ ء میں جنرل اسمبلی میں اسپین کے صدر Jose Lues نے طیب اردگان (وزیراعظم ترکی) کے تائید کے ساتھ دی تھی' ان کے اہداف میں یہ فکر کارفرما ہے کہ مختلف تہذیبوں میں تصادم کا نظریہ ٹھیک نہیں بلکہ بحیثیت انسان تمام تہذیبوں کا ایک دوسرے کے ساتھ کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے۔ لہٰذا ان نکات کو اٹھایا جائے جو آپس میں تعلق وربط پیدا کرسکیں اور آپس میں ذہنی وعملی ترقی کی راہ ہموار کریں۔

اول الذکر تنظیم کی طرف سے ہمارے میزبان جناب راشد بخاری صاحب تھے' جو انتہائی خلیق' ملنسار' اور وسیع الفکر شخصیت ہیں' جبکہ ثانی الذکر تنظیم کی نمائندگی غالباً اظہر حسین صاحب کررہے تھے' جو کہ اس وقت امریکہ میں قائم

’’تھنک ٹینک سنٹر آف ریلیجن اینڈ ڈپلومیسی‘‘ کے نائب صدر ہیں‘ وہ بھی انتہائی خوش مزاج اور مرنجان مرنج شخصیت ہیں۔
یہ ورکشاپ ملک کے انتہائی پرفضا مقام P.C بھوربن (مری) میں منعقد ہوئی۔ جس میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے چند شرکاء درج ذیل ہیں: مولانا عمار ناصر‘ مولانا محمد ازہر‘ ڈاکٹر حسن مدنی‘ حافظ احمد شاکر‘ عبدالخالق آفریدی‘ جناب راغب حسین نعیمی‘ جناب طاہر سعید کاظمی‘ محبوب الرحمٰن‘ جناب مرزا محمد الیاس‘ جناب امجد عباسی‘ محترم ایوب بیگ مرزا‘ جناب وسیم اختر‘ خواجہ شجاع عباس‘ سید ارشد رضا بخاری‘ جناب عبدالقدیر خاموش‘ عبدالقادر قریشی اور عبدالواحد شہوانی۔ ___ ان تمام حضرات کا تعلق ملک کے کسی نہ کسی مذہبی جریدے کے ادارتی بورڈ سے تھا۔ لہٰذا تمام حضرات سوائے راقم کے وسیع المطالعہ اور میدان صحافت‘ کے بہترین شہسوار تھے۔ ورکشاپ کا ایجنڈا پہلے سے مقرر نہیں تھا۔ اسلئے ہر ایک پریشان و حیران تھا کہ یہ ہمیں کیا پڑھانا چاہتے ہیں؟ انکے مقاصد کیا ہیں؟ بس افکار و خیالات کا نہ ختم ہونے والا ایک سمندر تھا۔ ___ آپس میں بھی شرکاء ایک دوسرے کے ساتھ اجنبی لیکن راشد بخاری کی بہترین میزبانی نے بہت جلد ہمیں آپس میں متعارف کرایا۔ اظہر حسین صاحب نے تعارف کے لئے ایسا طریقہ اختیار کیا جس سے بہت جلد ساتھیوں کے درمیان بے تکلفی کی فضا پیدا ہوگئی۔ اور اسی طرح باقاعدہ ورکشاپ کا آغاز ہوا۔ لیکچرز کی ذمہ داری اظہر حسین صاحب اور اس کے معاون راشد بخاری ادا کررہے تھے‘ جبکہ اس کے علاوہ پروفیسر عبدالغنی اور پروفیسر سلیم قیصر عباس (Professor F.C College Lahore) انجام دے رہے تھے۔

اب صرف اظہر حسین کے بعد لیکچرز کا خلاصہ ذکر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ بقیہ حضرات کے لیکچرز کا خلاصہ اور شرکا کے متعلق تاثرات آئندہ قسط میں تحریر کروں گا۔ انشاءاللہ۔

جناب عمار خان صاحب‘ اظہر حسین صاحب کے متعلق رقمطراز ہیں: ’’مغرب کے سماجی علوم میں تنازعات کے تصفیے کے موضوع سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں اور اس موضوع سے متعلق نظری و علمی بحثوں کے علاوہ دنیا بھر کے مختلف علاقوں میں پائے جانے والے لسانی‘ مذہبی اور نسلی تنازعات کی نوعیت اور صورتحال پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ وہ جس ادارے سے وابستہ ہیں اسکی بنیاد اس تصور پر ہے کہ دنیا میں موجودہ مختلف تنازعات کے حل کیلئے مذہب اور مذہبی راہنماؤں کا کردار بہت اہم ہے۔ اور ان تنازعات کے حل کے عمل میں مذہبی عناصر کو شریک کرنا اور انکے اثر و رسوخ سے مدد لینا بہت مفید‘ معاون اور نتیجہ خیز ہوسکتا ہے۔‘‘ (الشریعہ اپریل ۲۰۱۰)

اظہر حسین صاحب نے یورپی اقوام کی آپس میں نسلی لسانی اور مذہبی تعصبات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کئی سالوں تک کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مسیحی کے درمیان قتل و قتال کا بازار گرم تھا‘ جس میں کروڑوں لوگ ہلاک ہوئے‘ ایک چرچ میں دوسرے کے لئے داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ اسی طرح کالے سے گورے اور گورے سے کالے کا وجود بالکل برداشت نہیں تھا۔ سالوں سالوں تک نسلی ایشوز پر آپس میں لڑائیاں لڑتے رہے‘ لیکن رفتہ رفتہ اس سلسلے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہاں تک کہ اب امریکہ کا صدر بھی کالا منتخب ہوا۔ اسی طرح پاکستان میں اسی نوعیت کے تنازعات میں

اظہر حسین کا موقف یہ تھا کہ ''پاکستانی معاشرہ نسلی، لسانی اور مذہبی بنیادوں پر جس طرح سے جس تقسیم اور تشتت کا شکار ہے، سے اس کو نکالا جائے، اور مختلف گروہوں کے مابین تناؤ کو دور اور تنازعات کو حل کرنے کے لئے مکالمہ اور برداشت کی فضا پیدا کی جائے'' (الشریعہ اپریل ۲۰۱۰)

اس سلسلے میں انہوں نے لسانی تعصبات کے متعلق بڑی دلچسپ باتیں بیان کیں، مثلاً کہا کہ جب میں چھوٹا تھا تو ہمارے ذہن میں یہ بات ڈالی گئی کہ پٹھان بے وقوف اور موٹی عقل والے ہوتے ہیں، اُن میں کسی چیز کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ یہ بات ہمارے دلوں اور ذہنوں میں ودیعت کرگئی تھی، یہاں تک کہ میں بڑا ہوگیا، تعلیم حاصل کی، جب امریکہ گیا تو معلوم ہوا کہ یہاں دماغ کا بڑا معالج پٹھان ہے۔ یہ سن کر حیرانگی کی انتہا نہ رہی۔ چنانچہ جب مزید تحقیق کی، وہاں اکثر بڑے ڈاکٹرز پٹھان تھے۔ یہ وہ بنیادی غلط تصور ہے جو کہ پنجاب اور سندھ کے لوگوں میں پٹھانوں کے متعلق قائم ہے۔

اسی طرح بلوچستانی عوام کے متعلق کہا کہ ان میں اکثر افراد کا تصور یہی ہے کہ ''پنجابیوں نے ہمارے حقوق غصب کئے ہیں'' چنانچہ اس کی وجہ سے وہ پنجاب میں رہنے والوں سے کافی نفرت رکھتے ہیں۔

اظہر صاحب نے کہا کہ میں بلوچستان کے ایک کالج میں لیکچر دے رہا تھا، وہ سارے طالب علم لیکچرز سے پہلے پنجاب مردہ باد کے نعرے لگانے لگے...... جب ان کا تھوڑا غصہ نکل گیا...... تو میں نے کہا کہ آپ کا پنجابیوں کے بارے میں یہی Concept ہے لیکن پنجاب میں ایک شخص آپ کی بہتری کے لئے آپ کی سہولت کے لئے یہ یہ اقدامات کررہا ہے، اور اس شخص کی مثبت سوچ سے ان کو روشناس کیا۔ دس منٹ کے اندر اندر تمام مجلس والوں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور نادم و پشیمان ہوگئے، کہ کیا کوئی پنجابی ہمارے بارے میں اتنا بہتر بھی سوچ سکتا ہے۔

اظہر صاحب نے کہا کہ یہی حالت مغرب میں اس سے زیادہ سنگین تھی، مگر انہوں نے کافی کوششوں کے بعد اس پر قابو پالیا۔ لہٰذا پاکستان میں بھی اس کا خاتمہ ممکن ہے۔ اس نے مزید تفصیل کے لئے غالباً ایک امریکی سکول کے ابتدائی کلاس کی ویڈیو بھی دکھائی۔ جہاں تک پاکستانی نسلی اور لسانی تعصبات کا تعلق ہے تو اس میں اظہر صاحب کی بات بالکل درست معلوم ہوتی ہے، راقم نے خود ورکشاپ سے واپسی پر اس کا عملی تجربہ کیا۔ بلوچستان کے چند سنجیدہ اور باشعور طلباء سے پنجاب کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے پنجابی حکومت اور عوام کے بارے میں انتہائی غم و غصے کا اظہار کیا۔ جب راقم نے لسانی تعصبات سے متعلق اسلامی نقطہ نظر بیان کیا اور آپس میں ایک دوسرے سے غلط فہمی کے متعلق اسلامی تعلیمات کا سہارا لے کر سمجھایا، تو ان کی بہت سی ذہنی اُلجھنیں دور ہوئیں، کیونکہ سید الکائنات ﷺ نے آخری خطبہ حجۃ الوداع میں، رنگ و نسل کی تفریق ختم کرکے امن و بھائی چارے کا پیغام دیا۔ لہٰذا نظری مباحث کی جگہ اسلامی تعلیمات یہ آگ بجھا سکتی ہے۔ اللہ ہم سب کو عقل سلیم عنایت کرکے ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے جیسے عظیم شعبہ کو اپنانے کی توفیق بخشیں۔ آمین (جاری ہے)